© rasailojaraid.com

منگنی کے جس ایجاب و قبول کا ذکر کیا ہے اس کی تفصیل آپ نے نہیں بتائی۔ بہر حال مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق جب تک نکاح کے لیے ایجاب و قبول نہ ہو، محض وعدہ اور بات چیت کو ایجاب و قبول کا نام دینے سے نکاح کا انعقاد نہیں ہو سکتا۔ صرف منگنی کے بعد طلاق دینا بھی بالکل لغو ہے۔ جب تک نکاح نہ ہو، طلاق کیسی ہو گی۔

منگنی کی رسم کے متعلق ایک اور سوال

سوال:۔ مندرجہ ذیل مسئلہ میں آپ کی رہنمائی کا خواستگار ہوں۔ زید اور بکر نے اپنی بہن کا رشتۂ نکاح برضا و رغبت عمرو سے طے کیا۔ چنانچہ منگنی ہوئی جس میں ایجاب و قبول ہوا، مٹھائی تقسیم ہوئی۔ مہر کا ایک حصہ دیا گیا اور منگنی کے دیگر رسومات بھی ہوئے۔ دونوں بھائیوں میں سے اس مجلس میں صرف بکر موجود تھا۔ بعد میں دونوں بھائیوں نے کہا کہ منگنی کو ہم تسلیم نہیں کرتے۔ یہ تو صورتِ مسئلہ ہے۔ یہاں بلوچستان میں عرفِ عام یہ ہے کہ منگنی کے بعد کشت و خون لازمی ہے، اگر فریقین میں سے کوئی انکار کرے۔ لڑکا منگنی کے بعد لڑکی کو اپنی بیوی سمجھتا ہے اور لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اور پھر قبائلی بنیاد پر یہ فساد آگے بڑھ جاتا ہے۔ ویسے نکاح کی رات پھر خطبہ اور ایجاب و قبول ہوتا ہے۔ فتوٰی دارالعلوم دیوبند میں مولانا مفتی شفیع صاحب نے منگنی کو ایک وعدہ قرار دیا ہے، بلا عذر شرعی انکار کرنے والے کو گنہگار کہا ہے اور اس سے زائد اس کی کوئی حیثیت تسلیم نہیں کی ہے۔ انہوں نے ابوداؤد کی ایک حدیث کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ اگر منگنی کو تسلیم نہ کیا جائے تو یہاں اس قبائلی علاقہ میں ایک فتنہ اور کشت و خون کا مسئلہ چل نکلتا ہے۔

جواب:۔ آپ نے معاملے کی جو نوعیت بیان کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعی احکام سے ناواقفیت کے باعث بلوچستان میں رسم و رواج نے منگنی اور نکاح کو خلط ملط کر دیا ہے۔ اس کی اصلاح کے لیے بلوچستان کے اہل علم اور بااثر لوگوں کو کوشش کرنی چاہیے۔ اصلاح کی صحیح صورت یہ ہے کہ منگنی کے وقت کوئی ایجاب و قبول نہ کیا جائے اور فریقین باہم صرف یہ وعدہ کریں کہ وہ لڑکے اور لڑکی کا نکاح کریں گے۔ ایجاب و قبول اُس موقع پر ہونا چاہیے جسے اہل بلوچستان شادی کہتے ہیں۔ اُس وقت شرعی طریقے پر باقاعدہ نکاح ہونا چاہیے اور لڑکی کو صرف اس نکاح

© rasailojaraid.com